تعارف اور تبصرے

(۱)

نام مجلّہ : ''اُردو نامہ''، خصوصی شمارہ (شان الحق حقی) جشن صد سالہ

مدیر اعلیٰ : سیّد عقیل عباس جعفری

ضخامت : ۶۴ صفحات

قیمت : ۱۰۰ روپے

ناشر : اُردو لغت بورڈ، کراچی

مبصر : ڈاکٹر شاہ انجم، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، حیدر آباد

زیر تبصرہ مجلّہ ''اُردو نامہ''، اُردو لغت بورڈ (ترقی اُردو بورڈ) کا سہ ماہی جریدہ تھا۔ مدیر مجلّہ کے مطابق اس کا پہلا شمارہ اگست ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا تھا، جو اپریل ۱۹۷۷ء تک جاری رہا۔ اسے شان الحق حقی نے جاری کیا تھا، جو آپ کے رخصت ہوتے ہی بند ہو گیا۔ اس جریدے کے سترہ سال کے ۵۴ شماروں کا اشاریہ ۱۹۷۷ء میں شائع کیا گیا تھا۔ ۲۰۱۷ء میں جب شان الحق حقی کی پیدائش کا جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے تو اُردو نامے کا دوبارہ اجرا کیا گیا ہے۔ اس شمارے کو گزشتہ دور کا تسلسل سمجھتے ہوئے شمارہ: ۵۵ کا نام دیا گیا ہے۔

زیر تبصرہ شمارے میں درج ذیل اہم مضامین شریک اشاعت ہیں:

☆	شان الحق حقی اور اُردو لغت بورڈ	ڈاکٹر عرفان شاہ
☆	اردو لغات کا تذکرہ	ڈاکٹر مولوی عبدالحق
☆	دانش گاہ فکر و قلم	جوش ملیح آبادی
☆	قاموس الہند	ڈاکٹر رؤف پاریکھ
☆	اردو لغات میں اِملا کی وضاحت	ڈاکٹر نذیر آزاد (بھارت)

یوں تو زیر نظر شمارے میں شریک تمام مضامین اہم ہیں مگر ڈاکٹر رؤف پاریکھ صاحب کا مقالہ لغات سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے بہت ہی اہم اور حیران کن معلومات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے مقالے ''قاموس الہند، پچپن جلدوں پر محیط اردو کا نادر لغت، تعارف اور چند مغالطّوں کا ازالہ'' کے عنوان سے بتایا ہے کہ ''یہ ایک بسیط اور کثیر جلدی اردو بہ اردو لغت ہے، لیکن اس کے مؤلف راجا راجیسور راؤ اصغر کے دنیا سے جانے کے طویل عرصے بعد بھی غیر مطبوعہ ہے۔ پچپن جلدوں پر محیط اس کا واحد قلمی نسخہ کراچی یونی ورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہے۔''

ڈاکٹر رؤف پاریکھ صاحب نے اس لغت کا اور صاحبِ لغت کا بڑے جامع انداز میں تعارف پیش کیا ہے۔ آپ نے اس کے بابت پائی جانے والی چند غلط فہمیوں کا صرف تذکرہ ہی نہیں کیا بلکہ ان کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کی بھی تحقیق فرمائی ہے کہ یہ جہازی قامت کی پچپن جلدیں ہندوستان سے پاکستان کب اور کیسے پہنچیں؟ اور کون صاحب انھیں یہاں لائے اور یہ جامعہ کراچی کے کتب خانے میں کس طرح پہنچی؟ آخر میں ''قاموس الہند: ایک مختصر تنقیدی جائزہ کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب نے اجمالاً مگر جامع انداز میں اس لغت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے اندراجات کی کیفیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

دیگر تحریروں میں ڈاکٹر عرفان شاہ کا مقالہ بھی اہم ہے۔ جو دراصل ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا ایک باب ہے۔ جوش ملیح آبادی کا نادر مضمون بھی بہت اہم اور تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔ یہ پہلے اردو نامہ کے شمارہ:۳ میں شائع ہوا تھا، اب اسے مکرر چھاپا گیا ہے۔

بابائے اردو کا مقالہ: ''اردو لغات کا تذکرہ'' نہایت اہم ہے۔ یہ بھی ماہانہ ''نگار'' ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں شریک ہو چکا ہے۔ اب مکرر شائع کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نذیر آزاد کا مقالہ ''اردو لغات میں املا کی وضاحت'' بھی خوب ہے جو ان کی کتاب ''اردو لغت نگاری کا تنقیدی جائزہ'' سے نقل کیا گیا ہے۔

آخر میں سیّد عقیل عباس جعفری اور ان کے تمام رفقائے اردو لغت بورڈ کو اس اہم مجلّے کے دوبارہ اجرا پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ یہ اپنے روشن ماضی کی طرح مستقبل میں بھی نمایاں خدمات انجام دے گا۔

(۲)

نام مجلّہ : صحیفہ (مکاتیب نمبر حصّہ دوم) شمارہ ۲۲۸۔۲۲۹، جنوری تا جون ۲۰۱۷ء

مدیر : افضل حق قریشی۔

ضخامت : ۶۲۰ صفحات۔

قیمت : ۵۸۰ روپے۔

ناشر : مجلس ترقی ادب، ۲۔کلب روڈ، لاہور۔

''صحیفہ'' کا زیرِ تبصرہ شمارہ ۲۲۸۔۲۲۹، مکاتیب نمبر حصّہ دوم کے عنوان سے ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلے شمارے کی طرح اس میں بھی نہایت قیمتی مکاتیب جمع کیے گئے ہیں۔ مشاہیر کے ۴۵۸ مکتوبات (ایک خط مکرر شائع ہو گیا ہے) کے توسط سے بیش قیمت

تاریخی، تہذیبی، مذہبی اور علمی و ادبی معلومات نذر قارئین کی گئی ہیں۔ یہاں مثالاً چند نام درج کیے جاتے ہی تا کہ قارئین کو ان خطوط کی اہمیت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

امیر مینائی بنام مرزا داغ دہلوی، رتن ناتھ سرشار، ریاض خیر آبادی، ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام محمد اقبال مجددی۔ مشفق خواجہ بنام یونس جاید، ڈاکٹر حمید اللہ بنام پروفیسر خورشید احمد، حکیم محمود احمد برکاتی بنام ضیاء الدین لاہوری، مولانا حامد علی خان بنام محمد احسن خان، مولانا امتیاز علی عرشی بنام مولانا حامد علی خاں، عبدالعزیز خالد بنام ارشد محمود ناشاد، وارث سرہندی بنام سلیم الرحمٰن، عبدالمجید قریشی بنام سیّد کشفی شاہ نظامی وغیرہم۔

یوں تو تمام مکاتیب ہی بہت اہمیت کے حامل ہیں مگر عبدالمجید قریشی کے خطوط کا مجموعہ اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ محمد ارشد صاحب نے جس جامع اور تحقیقی انداز سے طرفین کا تعارف پیش کرتے ہوئے ان خطوط کو نذر قارئین کیا ہے وہ قابل داد ہے۔ آپ کے تحریر کردہ تعارف سے چند سطور اقتباس کی جاتی ہیں جس سے پیش کردہ مواد کی اہمیت بخوبی اُجاگر ہوتی ہے:

> ''بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں مسلمانان پاک و ہند نے ہندو انتہا پسند تنظیموں سنگھٹن اور شدھی کے مقابلے اور اپنے دینی و ملی تشخص کے تحفظ و بقا کے لیے جو تحریکیں برپا کیں ان میں۰۰۰عبدالمجید قریشی و کشفی شاہ نظامی کی سیرت کمیٹی بطور خاص قابل ذکر ہے۔''

مقالہ نگار نے بتایا ہے کہ سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامی (۱۸۹۷ء۔ ۱۹۷۶ء) خواجہ حسن نظامی کے مرید اور برما کی جماعت نظامیہ کے امیر تھے۔ ان خطوط کے تعارف سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ سیرت کمیٹی کے پروگرام اور سرگرمیوں سے علامہ اقبال نہ صرف دل چسپی رکھتے تھے بلکہ ''اسے اسلامیانِ ہند کے لیے بہت مبارک خیال کرتے تھے۔ سیّد سلیمان ندوی، سیّد ابوالحسن علی ندوی اور ڈاکٹر حمید اللہ جیسے مشاہیر علماء نے سیرت کمیٹی کی خدمات کی دل کھول کر تحسین کی اور تحریک سیرت کو برعظیم پاکستان و ہند کی ایک اہم دینی تحریک قرار دیا۔''

الغرض عالمی یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تحریک نے بیس برس تک وحدت ملی کے قیام کے لیے جو مخلصانہ اور قائدانہ سعی پیہم انجام دی اس کی تاریخی رُوداد ان رقعات میں محفوظ ہیں۔

علاوہ ازیں مولانا غلام رسول مہر کے نام ڈاکٹر جاوید اقبال کے چودہ اہم خطوط بھی مولانا کے صاحب زادے جناب امجد سلیم علوی نے اپنے قیمتی حواشی کے ساتھ پیش کیے ہیں۔ زیادہ تر خطوط تو ڈاکٹر جاوید اقبال کے قیام کیمبرج کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں جب وہ اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ بہ عنوان: ''ہندو پاکستان میں اسلامی فلسفۂ سیاست کا ارتقاء'' (The development of Muslim Political Philosophy in indo-Pakistan) مرتب کر رہے تھے۔ ان خطوط سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ کس طرح قدم قدم پر ڈاکٹر جاوید اقبال مولانا مہر سے رہنمائی کے طالب ہیں۔ کبھی تحقیقی مواد کے لیے

فرمائش کرتے ہیں اور کبھی بحث وتجزیے کے سلسلے میں مشورے کے طالب دکھائی دیتے ہیں اس سلسلے میں کہیں ان سے اختلاف بھی کرتے نظر آتے ہیں مثلاً ڈاکٹر جاوید لکھتے ہیں: ''آپ فرماتے ہیں کہ سیّد صاحب کی تحریکِ جہاد اصل میں انگریزوں کے خلاف تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ صرف سکھوں کے خلاف تھی۰۰۰ اگر آپ کے پاس اس قسم کے تحریری ثبوت موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیّد صاحب کی تحریک جہاد اصل میں انگریزوں کے خلاف تھی تو مہربانی کر کے انھیں نقل کرا کے مجھے ارسال کیجیے گا تاکہ یہ غلط فہمی دور ہو جائے۔''

الغرض ان خطوط کے مطالعے سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مولانا مہر بہ پاس خاطر علامہ اقبال ان کے فرزند گرامی سے نہ صرف یہ کہ حد درجہ شفقت ورافت سے پیش آتے بلکہ عملی تعاون کرتے ہوئے ان کے مطالبات بھی پورے کرتے نظر آتے ہیں۔

صحیفہ کی اس مفید اشاعت پر مجلس ترقی ادب اور اس کے تمام اراکین ومعاونین مبارکباد کے مستحق ہیں۔ پروف کے حوالے سے چند مقامات کے سوا شکایت نہیں ملتی۔ دو ایک مثالیں پیش کرتا چلوں مثلاً جگت موہن لال رواں کے مکتوب میں مقام کا نام غلط لکھا ہے۔''اُوناؤ'' بجائے اُناؤ کے۔ اسی طرح صفحہ ۳۹ پر ''محبوب'' بجائے ''مجوب'' کے درج ہے۔ یگانہ چنگیزی کا ایک خط ۱۷ ستمبر ۱۹۲۸ء مکرر شائع ہو گیا ہے۔ لیکن اتنے بڑے کام میں ایسے چند سہوِ کتابت کا رہ جانا کچھ اچنبھے کی بات نہیں۔

آخر میں کتابوں پر تبصرے ہیں اور پھر کچھ نادر ونایاب خطوط کے عکس بھی طبع کیے گئے ہیں۔ جس کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ بعض مشاہیر کے خطوط ان کی لکھائی یا انداز تحریر میں بھی محفوظ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ یہ شمارہ علمی وادبی دنیا کے لیے واقعی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔